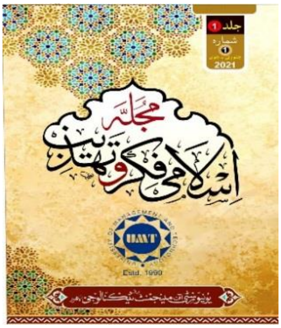

Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 1 Issue 1, Spring 2021
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article:

اسلام اور زرتشت کا تصورِ آخرت اور نظریۂ نجات: تہذیبی تناظر میں تقابلی مطالعہ

Islām and Zoroastrianism: A Comparative study of Injunctions regarding life hereafter and Salvation in Civilizational Perspective

Journal QR

Author(s): Zohra Malik, Sajid Iqbal Sheikh

Affiliation: University of Sialkot, University of Management and Technology Lahore

Article QR

Zehra Malik

Article History:
Received: Jan 02, 2021
Revised: Feb 12, 2021
Accepted: Mar 26, 2021
Available Online: June 26, 2021

Citation: Malik, Zohra and Sajid Iqbal Sheikh, "Islām and Zoroastrianism: A comparative study of injunctions regarding life hereafter and salvation in civilizational perspective." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 1, no.1 (2021): 41−54.

Copyright Information:
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Estd. 1990

Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Science and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

اسلام اور زرتشت کا تصورِ آخرت اور نظریۂ نجات: تہذیبی تناظر میں تقابلی مطالعہ

Islām and Zoroastrianism: A Comparative study of Injunctions regarding life hereafter and Salvation in Civilizational Perspective

Zohra Malik
University of Sialkot
Sajid Iqbal Sheikh
University of Management and Technology Lahore

Abstract

A historical study of world Religions reveals that many people of India, Iran and some other areas of the world follow the thoughts of Zoroaster as a messenger of God and his Religion, Zoroastrianism. There were some commonalities found between Islām and Zoroastrianism in terms of notions about life after death and other believes. This paper depicts some points of intersection as well as variances among two main world Religions about salvation and hereafter in civilizational perspective. Although, Islām has vibrant presentation of its creeds in the texts of Qur'ān and Ḥadiṭh as compare to Avasta (Religious text of Zoroastrianism). The paper concludes that comparative study of these two religions in a specific context pave paths for researchers to find out basic believes and their sources. The study also recommends that in-depth comparative study of world Religions can brings the researchers on the point where they can find out the ultimate reality in many areas of conflict/debate.

Key Words: Islām, zoroastrianism, avasta, Qur'ān, salvation, world hereafter, points of intersection, civilizational debate

۱. تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔ انبیاء و رسولوں کی بعثت کا مقصد انسانوں تک اللہ کے احکامات پہنچانا تھا تاکہ انسان اس دنیا میں اپنے کے مقصد سے آگاہ ہو سکے۔ اور اپنے لئے وہ راستہ منتخب کر سکے جس پر چل کر وہ دنیا و آخرت میں کامیابی اور بھلائی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اسی راستے، طریقے، عقائد، نظریات اور افکار کو، جس کے مطابق ایک انسان اپنی زندگی گزارتا ہے مذہب یا دین کا نام دیا جاتا ہے۔ دنیا میں موجود کوئی بھی انسان اکیلا یا تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا، وہ معاشرے کو دیگر افراد کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ یعنی دنیا میں موجود ہر انسان معاشرتی زندگی کا محتاج ہے۔ اور کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہاں رہنے والوں کا کوئی مقصدِ حیات نہ ہو۔ دین اور مذہب معاشرے کے افراد کے لئے قوانین، اصول اور مقصدِ حیات متعین کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں مذکورہ بالا تمام خصوصیات کی بنیاد پر ہی تہذیبی تناظر میں تقابلی مطالعہ جات کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے اس مضمون میں اسلام اور زرتشت میں پائے جانے والے تصورات آخرت اور نجات کا تہذیبی تناظر میں تقابلی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

۲. مذہب کا مفہوم

مولانا ابو الفضل بلیاوی نے مذہب کے معنی کچھ یوں بیان کیے ہیں: ۔ المذہب: روش، طریقہ، اعتقاد، اصل۔ (۱) یعنی مذہب سے مراد ہے وہ روش یا طریقہ جو اختیار کیا جائے، وہ اعتقاد جس کے تحت گزر بسر کی جائے۔ انگریزی زبان میں مذہب کے مترادف لفظ "Religion" ہے جو لاطینی

ابلیاوی، عبد الحفیظ، ابو الفضل، مولانا، **المنجد** (بیروت: المکتبۃ الوعی، ۱۸۹۵)، ۲۴۰۔

زبان کے لفظ ''Religio'' سے نکلا ہے یعنی امتناع، پابندی۔ (۲)

بعض الفاظ اور اصطلاحات ایسی ہوتی ہیں جن کا مفہوم ہم سمجھتے اور محسوس تو کرتے ہیں لیکن ان کی جامع تعریف مشکل ہوتی ہے یہی معاملہ مذہب کا ہے۔ مذاہبِ عالم کی کثرت اور ان میں عقائد واعمال کے تنوع کی وجہ سے مذہب کی جامع ومانع تعریف کرنا مشکل ہے۔ مختلف مفکّرین نے اپنے اپنے انداز میں مذہب کی تعریف کی ہے۔ ایڈورڈ۔ بی۔ ٹائلر نے مذہب کی تعریف اس طرح بیان کی ہے: (۳) " Religion means the belief in Spiritual beings." ''مذہب روحانی موجودات پر اعتقاد اور یقین کا نام ہے۔'' مشہور فلسفی کانٹ (Kant) لکھتا ہے کہ: (۴) "Religion is the recognition of all duties as divine commands" ''ہر فریضہ کو خدائی حکم سمجھنا مذہب ہے۔'' Encyclopedia of Religion میں ہے: ''مذہب کی تعریف خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ واضح طور پر اپنی امتیازی خصوصیات، ایمانیات، رسوم، جذبات اور رجحانات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔'' (۵)

علامہ محمد اقبالؒ کا کہنا ہے:

> "Religion is not a departmental affair. It is neither mere thought nor mere feeling, nor mere action: it is an expression of the whole man. "(6)
>
> ''مذہب محکمانہ معاملہ نہیں ہے۔ یہ نہ صرف محض فکر ہے، نہ محض جذبات، اور نہ ہی محض عمل: یہ پورے انسان کا اظہار ہے۔''

۳. مذہب کا اسلامی تصور

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم "Islāmic Ideology" میں لکھتے ہیں:

> "Religion then, according to Islām is nothing more than this, that a man should actively and effectively believe in God as a creator of a rational and moral order in the universe and in human life and as the origin and promulgator of laws which are the laws of the preservation of values and the maintenance and enrichment of well-being. It is his duty to discover this God within himself and within the universe in general."(7)

قرآن مجید میں مذہب کے لئے ''دین'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (۸) ''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔'' دین کے تصور کو پیر کرم شاہ الازھریؒ نہایت آسان فہم انداز میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: ''ہر زمانہ کے نبی پر اللہ تعالیٰ نے جو نازل فرمایا اس کی اطاعت واتباع کو دین کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سیدنا محمد رسول ﷺ کی تشریف آوری سے جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اس کا نام دین اسلام ہو گیا اور یہ اتباعِ محمدی کا دوسرا نام ہے۔ اس ذاتِ اقدس کو چھوڑ کر کوئی شخص اگر دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو وہ

۲لیوس مور، **مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا**، مترجم: یاسر جواد (لاہور: نگارشات پبلیشرز، س۔ن)، ۹۔

3Taylor, E.B, ***Primitive culture*** (London: John Murray, 1987), Vol: II, P: 179-

4Lord Raglan, ***The Origins of Religion***, C.A Watts & co. London, 1949, P: 16-

5Encyclopedia of Religion and Ethics, P:803-

6Muhammad Iqbal, Dr, ***The Reconstruction of Religious thought in Islam***, Sh. Muhammad Ashraf, (Lahore: Kashmiri Bazar, 1962), P: 02-

7Khalifa Abdul Hakim, Dr, ***Islamic Ideology*** (Lahore: Institute of Islamic culture, 1951), P:85 ۔

۸آل عمران، ۳: ۱۹

گمراہی کا راستہ ہوگا۔"(۹) الغرض اسلامی و قرآنی نقطہ نظر سے مذہب ان ہدایات اور احکام کا نام ہے جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے اپنے بندوں کے لیے بھیجے۔ جن پر گامزن ہو کر انسان اس دنیا میں کامیاب اور آخرت میں فلاح یاب ہو سکتا ہے۔

۴. مذاہب کی اقسام

بنیادی طور پر مذاہب کی دو اقسام ہیں۔ (۱) سامی مذاہب (۲) غیر سامی مذاہب

(۱) **سامی مذاہب:** سامی سے مراد وہ ادیان / مذاہب ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں اور ان کی لائی ہوئی کتابوں پر یقین رکھتے ہیں۔ سامی مذاہب کو الہامی مذاہب یا آسمانی مذاہب بھی کہا جاتا ہے۔ ان میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ ان کو ادیانِ ثلاثہ بھی کہا جاتا ہے۔ (۲) **غیر سامی مذاہب:** غیر سامی مذاہب سے مراد وہ مذاہب ہیں۔ جو اپنی تعلیمات اور عقائد کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی معین ہدایات کے تابع نہیں سمجھتے۔ غیر سامی مذاہب کو غیر الہامی مذاہب بھی کہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم عالمی مذاہب کو نسلی گروہوں کی بنیاد پر تقسیم کریں تو مذاہب کی تین اقسام ہیں۔ (i) **سامی مذاہب:** سامی مذاہب سے مراد وہ مذاہب جو سام بن نوح کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ (یہودیت، عیسائیت، اسلام) **(ii) آریائی مذاہب:** وہ مذاہب جو وقت اور حالات کی پیداوار ہیں وہ آریائی یا ارتقائی مذاہب کہلائے۔ ان میں ہندو مت، جین مت، زرتشت اور سکھ مت شامل ہیں۔ **(iii) منگولی مذاہب:** یہ سب مذاہب بھی آریائی مذاہب کی طرح بت پرستی کی ترقی یافتہ اشکال ہیں۔ ان میں تاؤمت، کیفیوشس مت اور سنٹومت شامل ہیں۔ نیز بدھ مت ایسا مذہب ہے جو آریائی اور منگولی دونوں میں شامل ہے۔

۵. الہامی اور غیر الہامی مذاہب کی خصوصیات

۱. الہامی مذاہب اصلاً ایک خدا کے تصور پر مبنی ہیں جبکہ غیر الہامی اس کے پابند نہیں۔ بعض سرے سے خدا کے تصور سے بھی عاری ہیں۔
۲. الہامی مذاہب پیغمبروں کے قائل ہیں جبکہ غیر الہامی مذاہب میں پیغمبروں کا تصور نہیں ہے۔
۳. الہامی مذاہب کا اصل منبع و سرچشمہ سماوی ہیں. جبکہ غیر الہامی مذاہب میں یہ ضروری نہیں ہے۔
۴. الہامی مذاہب سبھی مشرقِ وسطیٰ کے ایک محدود خطے میں پیدا ہوئے لیکن غیر الہامی اس کے باہر پیدا ہوئے۔
۵. الہامی مذاہب اپنی تعلیمات یا عملی تاریخ کے باعث تبلیغی ہیں اور غیر الہامی اپنی اصلی تعلیمات کے مطابق تبلیغی نہیں۔
۶. الہامی مذاہب کی تعلیمات معین اور واضح ہیں لیکن غیر الہامی مذاہب کی تعلیمات غیر معین اور لچکدار ہیں۔
۷. الہامی مذاہب کی تعلیمات کلی ہیں. اور اپنی اصل کی بناء پر دینی اور دنیوی زندگی پر کم و بیش حاوی ہیں۔ جبکہ غیر الہامی مذاہب کی تعلیمات جزوی ہیں۔ یعنی یا تو صرف روحانی زندگی سے متعلق ہیں جیسے تاؤمت یا پھر دنیوی زندگی سے متعلق ہیں۔ جیسے کنفیوشس مت۔ (۱۰)

۶. اسلام اور زرتشت

سامی مذاہب میں تیسرا اور آخری اہم مذہب اسلام ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات کسی خاص خطے یا ملک تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس کی تعلیمات دنیا کے ہر کونے اور خطے میں بسنے والے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ دینِ اسلام نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی عرب کے دور دراز علاقوں تک پھیل گیا۔ اور بہت قلیل عرصہ میں اسلام کے اثرات عرب کے ہمسایہ ممالک، افریقہ اور اسپین تک پہنچ گئے۔

---

۹ شاہ، پیر محمد کرم، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۲ھ)، ۱:۲۱۵۔

۱۰ المسدوسی، عبداللہ، احمد، **مذاہب عالم کا ایک معاشرتی و سیاسی جائزہ** (کراچی: مکتبۂ خدامِ ملت، ۱۹۵۷ء)، ۴۸۔

مسلمان سیاسی، تہذیبی اور تمدنی طور پر دنیا کی سب سے اہم قوم بن گئے۔ اور صدیوں تک وہ ایشیا، افریقہ اور یورپ میں تہذیب و تمدن کی قیادت کرتے رہے۔ غیر سامی مذاہب میں زرتشت ایسا مذہب ہے جسے اگرچہ سامی مذاہب کی فہرست میں شامل نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس مذہب کی بنیادی تعلیمات دیگر غیر سامی مذاہب کی نسبت زیادہ نمایاں اور ممتاز ہیں۔ سامی مذاہب کی طرح اس مذہب کے بنیادی عقائد و نظریات میں خدا کی ذات، صفات، ملائکہ، آخرت اور جنت و دوزخ سے متعلق تعلیمات پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ بعض مؤرخین اسے افسانوی مذہب قرار دیتے ہیں لیکن تاریخی شہادتوں سے یہ بات غلط ثابت ہو جاتی ہے۔

کیونکہ زرتشت کی شخصیت تاریخی وجود رکھتی ہے اور اس کا تعلق آریائی نسل سے تھا۔ زرتشت کا تعلق آریاؤں کے اس طبقہ سے تھا جو ایران میں سکونت اختیار کر چکے تھے۔ زرتشت کے ظہور سے قبل ایران میں مظاہرِ قدرت سورج، چاند، آگ، ہوا، پانی اور درختوں کی پوجا کرنا عام تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب زرتشت کا ظہور ہوا تو اس نے اپنی قوم کو شرک کی ان خرافات سے نکالنے کی کوشش کی۔ زرتشت نے اپنی قوم کو زندگی سے متعلق جو عقائد و نظریات دیئے ان میں عقیدۂ آخرت ایک اہم عقیدہ ہے۔ مقالۂ ہٰذا میں زرتشت کے پیش کردہ آخرت کے متعلق عقائد اور اسلام کے عقیدۂ آخرت کا تقابلی اور تہذیبی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔

۶.۱ زرتشت کا تاریخی پس منظر

زرتشت کی تاریخی داستان خاصی طویل ہے۔ آج سے بہت پہلے وسط ایشیا سے ایک قوم اٹھی جسے آریا کہا جاتا ہے۔ کچھ آریا لوگ مغرب کی طرف چلے گئے اور اس نسل کے لوگ یورپ میں آج تک آباد ہیں۔ کچھ مشرق کی طرف آئے جن میں نمایاں آریاؤں کی دو شاخیں ہیں۔ (۱) ہندوستان آریا (۲) ایرانی آریا۔ یہ بات تاریخی شواہد سے واضح ہے کہ ان دونوں شاخوں کی جغرافیائی اصل ایک تھی۔ اس لیے قدیم ایران کا مذہب اور قدیم ہندوستان کا مذہب آپس میں مشترک ہیں اور ان دونوں مذاہب کی روایات کافی حد تک ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اگرچہ دونوں مذاہب میں مماثلت کے باوجود بعض بنیادی اختلافات بھی ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ قدیم آریا کے دو صدیاں قبل دو حصے ہو گئے تھے ایک ایران میں رہ گیا اور ایک ہندوستان میں آکر آباد ہو گیا۔ اصل میں دونوں کے دینی افکار کی بنیاد ایک تھی مگر جغرافیائی ماحول کی بناء پر دونوں کی آئندہ زندگی مختلف ہو گئی۔ (۱۱)

۶.۲ لفظ زرتشت کی تحقیق

انگریزی لفظ "Zoroaster" یونانی لفظ زرتشا سے بنا ہے۔ اس لفظ کے کیا معنی ہیں؟ اس کے بارے مختلف قیاس آرائیاں کی گئی ہیں اور حسبِ ذیل معنی تجویز کیے گئے ہیں۔ (۱) بڑا پادری (۲) دستور (۳) دستورِ دستواں (۴) روحانی رہنما "Spiritual guide" (۵) شیخ الابل اونٹوں والا گھوڑا بہر حال ان معانی میں اوّل الذکر یعنی "بڑا پادری" معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ "انسائیکلوپیڈیا امریکانا" میں اس لفظ کے بارے میں لکھا ہے:

> The prophet’s name was quoted in its old Persian from "Zora-Ushtra" which the Greeks turned into "Zoroaster"(12)

---

۱۱ دیدات، شیخ احمد، **کنفیوشس، زرتشت اور اسلام**، مترجم: مصباح اکرم، (لاہور: عبداللہ اکیڈمی، س۔ن)، ۳۸

12Encyclopedia Americana, Vol:29, P:813۔

۶.۳. تعارفِ زرتشت

زرتشتی روایات میں زرتشت کو ''اسپتاما'' نامی ایک معزز خاندان کا فرد بتایا جاتا ہے۔ ان کے والد کا نام پوروشاسپ اور والدہ کا نام دھیدو تھا۔ زرتشت کا خاندان جادو گروں اور پروہتوں کا خاندان تھا۔ ''رشید احمد'' نے زرتشت کے بچپن کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: زرتشت کے بچپن کے حالات اور تعلیم و تربیت کے متعلق تاریخ بالکل خاموش ہے۔ البتہ شیر خوارگی کے زمانے کی بہت سی روایات ملتی ہیں۔ جن میں زرتشت کی ولادت کے وقت ایران کے کاہن اعلیٰ کے لرزہ براندام ہو جانے کی داستان کے علاوہ کاہنوں کی ان کوششوں کے بھی عجیب و غریب قصے ہیں جس سے وہ زرتشت کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ ان کو بھڑکتی آگ میں ڈالا گیا لیکن وہ جلنے کی بجائے آگ کے شعلوں میں بھٹکتے ہوئے پائے گئے۔ پھر انہیں مویشیوں کے آگے ڈالا گیا تاکہ ان کے پاؤں سے کچل کر ہلاک ہو جائے مگر ایک گائے انہیں ڈھانپ کر کھڑی ہو گئی۔ جب تک جانور وہاں سے گزر نہ گئے۔ ایک مرتبہ ان کے قتل کی سازش ہوئی بھیڑ بکریوں کے آگے چھوڑ دیا گیا۔ مگر جب بھیڑیے غار کے پاس پہنچے تو زمین میں گڑ گئے۔ وہ فرشتے زرتشت کو دودھ پلانے کے لئے بکریوں کی صورت میں نمودار ہوئے۔ (۱۳)

''عمادالحسن فاروقی''، لکھتے ہیں:

> ''خود زرتشت نے بھی پروہت بننے کی تربیت حاصل کی۔ گاتھاؤں میں ان کے کلام سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اوائلِ عمر ہی سے غور و فکر کے شائق اور حقیقت کے متلاشی تھے۔ روایت ہے کہ تقریباً ۱۵ سال کی عمر میں انھوں نے صحرا کے اندر خلوت نشینی اختیار کر لی تھی۔ ایک مدت دراز تک جنگلوں اور بیابانوں میں بھٹکتے رہنے اور ایمان و ہدایت کی تلاش کے بعد تقریباً ۳۰ سال کی عمر میں زرتشت کو خدائے واحد ''اہورمزدا'' کا مکاشفی حاصل ہوا۔'' (۱۴)

تقریباً دس سال کی مستقل جدوجہد اور لوگوں میں اپنی تعلیمات کو عام کرنے کی کوشش کے باوجود پر زرتشت اپنے وطن (مغربی ایران) میں کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ لہٰذا انہوں نے مشرقی ایران کا رخ کیا۔ اپنی عمر کے بقیہ ۳۷ سال زرتشت نے اپنے مذہب کے خوب تبلیغ و اشاعت کی خاطر خواہ کامیابی حاصل کی اور ۷۷ سال کی عمر میں ایک مخالف حملہ آور فوج سے جنگ کے دوران اپنے عبادت خانے میں شہادت حاصل کی۔

۶.۴. مقدس دینی ادب

زرتشت کی طرف منسوب ایک کتاب ''زنداوستا'' ہے۔ جو اس کی تصنیف ہے اس پر نازل شدہ بتائی جاتی ہے۔ یہ مجموعہ کتب ۲۱ صحائف پر مشتمل تھا۔ جن میں اب صرف ''گاتھا'' محفوظ رہ گئی ہے۔ اوستا کی زبان قدیم ایرانی زبان ہے۔ اس مذہب کے ماننے والے مجوسی یا پارسی کہلاتے ہیں۔

۶.۵. زرتشت کا عقیدہ آخرت

زرتشت حیات بعد الموت کا قائل تھا۔ اس مذہب کے ماننے والوں میں نیکی، بدی، گناہ، جزا و سزا اور جنت و دوزخ کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔

---

۱۳ رشید احمد، **تاریخ مذاہب** (مستونگ: قلات پبلشرز، ۱۹۶۴ء)، ۱۵۳۔

۱۴ فاروقی، عمادالحسن، **دنیا کے بڑے مذاہب** (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۸۶ء)، ۱۵۸،

۶.۶ عقیدۂ حیات بعد الموت

زرتشت مذہب کے ماننے والے حیات بعد الموت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک مرنے کے بعد انسان کی ایک نئی زندگی کی شروعات ہوتی ہے۔ جس کا دارومدار اس زندگی میں کیئے گئے اعمال پر ہوتا ہے۔ زرتشت کے دنیوی نظریہ فلاح کے مطابق ہر وہ شخص کامیاب ہے جو اس مذہب کی تعلیمات پر اس طرح عمل کرتا ہے کہ صرف اس مادی دنیا کے نفع کے بارے میں نہیں سوچتا بلکہ اس زندگی کے بعد شروع ہونے والی دوسری زندگی پر بھی نظر رکھتا ہے۔ اور اپنی اس زندگی میں نجات اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے وہ نیک اعمال کرتا ہے۔

منشی خلیل الرحمٰن زرتشت کو اس نظریہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> ”زرتشت میں دو عالم قرار دیئے گئے ہیں۔ ایک یہی عالمِ سفلی یعنی دنیا، اور دوسرا عالمِ علوی یعنی افلاک۔ جہاں موت و حیات، صورت و شکل کچھ نہیں ہے۔ اسی کو بہشت کہا جاتا ہے۔ یہاں کی راحت و فرحت و خوشی کو دنیاوی راحت و فرحت و خوشی سے کوئی مناسبت نہیں۔ نہ زبان بیان کر سکے نہ کان سن سکے نہ آنکھ دیکھ سکے۔ وہاں کے ادنی مرتبہ کے لوگ اس دنیا کے برابر مقام پائیں گے۔ اور اتنا سامانِ آسائش و آرائش کہ جتنا اس جہان بھر میں ہے۔ وہاں نہ وہ بوڑھے ہوں گے نہ بیمار۔
>
> اس کے مقابل میں دوزخ ہے جہاں آگ اور برف دونوں سے کام لیا جاتا ہے اور بدکیش و گنہگاروں کو مار و کثژوم سے کٹوایا جاتا ہے۔ یہ سزائیں ادنی گناہوں کی ہیں۔ بڑے گناہوں کی سزا کا تو کیا ٹھکانا ہے۔“(۱۵)

زرتشت کے نظریہ آخرت کے بارے میں ”شیخ احمد دیدات“ لکھتے ہیں:

> ”زرتشت کا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ موجودہ نظام درہم برہم ہونے کے بعد ایک نیا نظام ظاہر ہوگا، حق و باطل کا موازنہ ہوگا، باطل کو آگ اور پگھلی ہوئی دھاتیں کھا جائیں گی، اور حق و صداقت کے لئے آگ اور پگھلی ہوئی دھاتیں دودھ کی نہریں بن جائیں گی۔ موت کے بعد انفرادی محاسبہ ہوگا اور قیامت کے دن اجتماعی حساب کتاب ہوگا۔“(۱۶)

۶.۷ جنت اور دوزخ کا تصور

ژند میں بہشت کو ”گرودیمانا“ کہا گیا ہے بہشت کا دوسرا نام ”اہووہشت“ بھی ہے۔ دوزخ کا نام گاتھا میں ”دردجودیمانا“ یعنی مقامِ بربادی لیا گیا ہے۔ یہ بدکاروں کے رہنے کی جگہ ہے۔ یہ لفظ آئندہ دوزخ بن کر اپنی بھیانک صورت سے اب تک آدمیوں کو ڈرا رہا ہے۔(۱۷)

R.E Hume لکھتے ہیں:

> "Heaven is the reward for good thoughts. Sensual features are completely absent. “The glorious heritage of good thought”.Hell is described as an age-long and lonely misery of punishment for

---

۱۵ خلیل الرحمٰن، منشی، **زرتشت نامہ** (لاہور: مطبوعہ رفاہِ عام، سٹیم پریس، ۱۹۰۴ء)، ۹۔

۱۶ دیدات، شیخ احمد، **کنفیوشس، زرتشت اور اسلام**، ۵۶۔

۱۷ خلیل الرحمٰن، منشی، **زرتشت نامہ**، ۲۶۔

> liars. Only twice are gruesome details given in the Gathas. “Darkness, foul food and woeful words." (18)

نیک اور بد روح کے متعلق زرتشت کہتا ہے: ''جب نیک آدمی جسم کو چھوڑتا ہے اسے بہشت میں پہنچا دیتا ہوں۔''(۱۹) ایک اور جگہ بیان ہوتا ہے: ''اہورمزدا بہشتیوں کو جو جسم عطا کرتا ہے وہ نہ توریزہ ریزہ ہو گا۔ اور نہ پرانا ہو گا، نہ تھکے گا، نہ ہی اس میں کوئی گند پیدا ہو گا۔''(۲۰) جنت اور دوزخ کے متعلق کہا گیا ہے کہ: ''نجات پانے والے ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور دوزخ میں گناہگاروں کو ان کی برائیاں آگ کی صورت میں جلائیں گی۔ ٹھٹھرنے والی اور ٹھنڈا کرنے والی برف، سانپ، بچھو، اور دوسرے موذی زہریلے جانور عذاب دیں گے۔''(۲۱) زرتشی لوگ جنت کے کئی درجے بتاتے ہیں۔ ان کے ہاں ایک ایسی جنت کا ذکر بھی ملتا ہے جو سورج میں واقع ہے۔ اہلِ زرتشت کے مطابق وہ جنت بادشاہوں اور حکام کے لئے مخصوص ہے۔ ایک اور جنت جو سب سے اعلیٰ ہے اس میں نیک لوگ داخل ہوں گے۔ یہ جنت نور و روشنی کی جنت کہلاتی ہے۔ اسی طرح بدکاروں کو سزا دینے کے لئے دوزخ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ہر ایک کو اس کی بداعمالیوں کے مطابق سزا دی جائے گی۔ زرتشت میں بداعمالیوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں نہ صرف اخلاقی و مذہبی قوانین کی خلاف ورزی شامل ہے بلکہ رسوم و ادب کو نظرانداز کرنا بھی بدترین گناہ شمار کئے جاتے ہیں۔

۶.۸. پل چنوٹ کا تصور

زرتشت کی تعلیمات میں ایک اور تصور ''پل چنوٹ'' کا ہے۔ ''عماد الحسن فاروقی'' لکھتے ہیں: ''اس سلسلے میں زرتشت نے اپنی تعلیمات کو بہت واضح طور پر پیش کیا ہے کہ مرنے کے ساتھ انسان کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی روح کو ایک پل چنوٹ پر سے گزرنا ہوتا ہے۔ جہاں اس کا امتحان ہو جاتا ہے۔ نیک انسان کی روح بآسانی اس پل پر سے گزر جاتی ہے اور دوسرے کنارے پر اہورمزدا کے زیرِ سایہ جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتی ہے۔ جبکہ برے انسان کی روح جس نے دنیا میں بہت گناہ کیے ہیں اپنے ضمیر کی خلش اور پل کی مشکلات کے باعث سخت اذیتوں کا سامنا کرتی ہے۔ اور بالآخر ان مصائب کے ساتھ پل سے گزر کر دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناتی ہے۔''(۲۲) پل چنوٹ کے بارے میں ''انسائیکلو پیڈیا تاریخِ عالم'' میں لکھا ہے کہ: ''دنیا میں خیر و شر اور حق و باطل کی دو قوتیں ایک دوسرے کے مقابلے پر جمی ہوئی ہیں۔ جو شخص خیر کے دیوتا کے احکام مانے گا وہ نجات پائے گا۔ خیر کے دیوتا کو اھورمزدا یا ھومزد یعنی خدائے عقل کہتے ہیں۔ باطل یا شر کی قوت کا نام اھرمن رکھا تھا یعنی شیطان۔ موت کے بعد انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ لینے کے لئے ایک پل پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ نیک لوگ اس پر سے صحیح سالم گزر جاتے ہیں اور شریر لوگ گزرتے وقت نیچے گر جاتے ہیں۔''(۲۳) زرتشت مذہب کی تعلیمات کے مطابق دوزخ کا مستقل وجود نہیں ہے بلکہ خدائے شر یعنی اہرمن کے خاتمہ کے ساتھ ہی دوزخ بھی ختم ہو جائے گی۔ اور خدائے خیر یعنی اہورمزدا کی ہمیشہ رہنے والی حکومت قائم ہو جائے گی۔

18Hume, R.E, ***The world’s Living Religions***, P: 209-

۱۹اوساتیر، ص: ۱۳۔

۲۰وساتیر، ص: ۰۹۔

۲۱وساتیر، ص: ۲۸۔

۲۲فاروقی، **دنیا کے بڑے مذاہب**، ۱۷۱۔

۲۳ولیم ایل لینگر، **انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم**، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۵۹ء)، ۲: ۳۲۷۔

۷. اسلام کا تصورِ آخرت

بنی نوع انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اس جہان میں زندگی گزارنے کا لائحہ عمل مذہب کی صورت میں عطا ہوا۔ مذہب کسی فرد یا انسان کی تربیت کرتا ہے اور یہی افراد مل کر معاشرہ کی تشکیل کرتے ہیں۔ مذہب چونکہ عقائد و عبادات اور اخلاقیات کے عناصر سے تشکیل پاتا ہے لہٰذا یہ تمام عناصر انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جس طرح ہر تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں اسی طرح کسی بھی انسان کی زندگی دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ ایک پہلو یہ ہے جسے ہم دنیاوی زندگی کا نام دیتے ہیں اور دوسرا پہلو وہ ہے جسے ہم اخروی زندگی کہتے ہیں۔ توحید و رسالت کے بعد اسلام کا تیسرا اور اہم بنیادی عقیدہ، **عقیدۂ آخرت** ہے۔ آخرت ایسا عقیدہ ہے جس کے بارے میں تمام انبیاء اور رسولوں کی تعلیمات مشترک رہی ہیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش کے لئے بھیجا ہے کہ وہ دیکھ سکے کہ کون اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے اور کون ہے جو اس فانی دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اللہ کے احکامات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اسی بات کو قرآن حکیم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ۔ (۲۴)

”جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے۔ اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے۔“

اسلامی ایمان اور عقیدے کے مطابق ہر انسان کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ایک نئی زندگی میں داخل ہونا ہے۔ موت کے بعد زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے حساب کے بعد جنت یا جہنم کی صورت میں انعام و اکرام یا سزا سے نوازا جائے گا اسی زندگی کا نام **اخروی زندگی** ہے اور اس زندگی پر ایمان لانے کا نام **ایمان بالآخرت** ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل قرار دیا ہے اور آخرت کو دارالجزاء قرار دیا ہے۔ آخرت کے لئے قرآن مجید میں مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً یوم الجزاء، یوم الدین، یوم الآخرة، یوم الواقعۃ، یوم القارعۃ، یوم الحساب، یوم الحق، یوم الساعۃ، یوم التناد، یوم العذاب۔ اسکے علاوہ بھی روزِ قیامت کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ قرآن کا تصور آخرت یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے پوری دنیا ایک دن ختم کر دی جائے گی اور تمام کے تمام مردہ انسان زندگی کے اس دور میں داخل ہونگے جس کو آغاز حشر یا بعث بعد الموت کا نام دیا جاتا ہے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی عدالت قائم ہو گی اس عدالت کے سامنے ہر آدمی کی زندگی کو پورے کا پورا ریکارڈ پیش ہو گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ ؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْہِ فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ (۲۵) ”خبردار رہو، آسمان و زمین جو کچھ ہے اللہ کا ہے۔ تم جس روش پر بھی ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ جس روز تم اس کی طرف پلٹو گے وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کر کے آئے ہو۔ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے“۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً أُخْرٰی۔ (۲۶) ”اسی زمین سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں لوٹائیں گے اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔“ أَیَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ

---

۲۴ الملک، ۶۷: ۰۲۔

۲۵ النور، ۲۴: ۶۴۔

۲۶ طٰہٰ، ۲۰: ۵۵۔

عِظَامَهُۥ ۔ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰٓ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُۥ ۔(۲۷) ''کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔ ہاں ہم تو اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔'' ہر انسان کے اعمال اور اس کے ماحول کے تمام عناصر گواہی دیں گے اور پھر فیصلہ صادر ہو گا کہ اس شخص نے زندگی نیکی کی راہ پر گزاری یا بدی اور ظلم کے راستے پر۔ پہلی صورت میں اسے رحمت خداوندی یعنی اجر و ثواب اور انعام و اکرام سے نوازا جائے گا اور دوسری صورت میں طویل عذاب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا(۲۸)

''پھر خیال کرو اس دن کا جب کہ ہم ہر انسانی گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔ اس وقت جن لوگوں کو ان کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا گیا وہ اپنا کارنامہ پڑھیں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا۔''

مزید ارشاد ہوتا ہے: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔(۲۹) ''جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل۔ ان کے چہروں پر روسیاہی اور ذلّت نہ چھائے گی۔ وہ جنّت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔'' عقیدۂ آخرت جس کے تمام پہلوؤں کو قرآن نے تفصیل سے بیان کیا ہے اس زندگی کو ایک امتحانی زندگی قرار دیتا ہے۔

مولانا مودودی، تفہیم القرآن میں بیان کرتے ہیں:

> ''دنیا میں انسانوں کے مرنے اور جینے کا یہ سلسلہ اس نے اس لیے شروع کیا ہے کہ ان کا امتحان لے اور یہ دیکھے کہ کس انسان کا عمل زیادہ بہتر ہے۔ اس مختصر سے فقرے میں بہت سی حقیقتوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ موت اور حیات اسی کی طرف سے ہے، کوئی دوسرا زندگی بخشنے والا ہے نہ موت دینے والا۔ دوسرے یہ کہ انسان جیسی ایک مخلوق، جسے نیکی اور بدی کرنے کی قدرت عطا کی گئی ہے، اس کی نہ زندگی بے مقصد ہے نہ موت۔ خالق نے اسے یہاں امتحان کے لیے پیدا کیا ہے۔ زندگی اس کے لیے امتحان کی مہلت ہے اور موت کے معنی یہ ہیں کہ اس کے امتحان کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ اسی امتحان کی غرض سے خالق نے ہر ایک کو عمل کا موقع دیا ہے تاکہ وہ دنیا میں کام کر کے اپنی اچھائی یا برائی کا اظہار کر سکے اور عملاً یہ دکھا دے کہ وہ کیسا انسان ہے۔ چوتھے یہ کہ خالق ہی دراصل اس بات کا فیصلہ کرنے والا ہے کہ کس کا عمل اچھا ہے اور کس کا برا۔ لہٰذا جو بھی امتحان میں کامیاب ہونا چاہے اسے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ممتحن کے نزدیک حسن عمل کیا ہے۔ پانچواں نکتہ خود امتحان کے مفہوم میں پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ جس شخص کا جیسا عمل ہو گا اس کے مطابق اس کو جزا دی جائے گی، کیونکہ اگر جزا نہ ہو تو سرے سے امتحان لینے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے۔''(۳۰)

۲۷القیامہ، ۷۵:۴۔

۲۸الاسراء، ۱۷:۷۱۔

۲۹یونس، ۱۰:۲۶۔

۳۰مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **تفہیم القرآن** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۴۹ء)، ۶:۴۱۔

یعنی یہاں ہم ایک امتحان گاہ میں اتارے گئے ہیں اور ہماری جانچ ہو رہی ہے کہ اللہ کی عطا کردہ حیات، علم، کو قوت واختیار اور اس کی نعمتوں سے ہم کس طرح کے مقاصد کے لئے کیا کام لیتے ہیں یہ تصور امتحان، ایمان و تقوی کی راہ اختیار کرنے کا محرک بھی بنتا ہے اور بدی کی قوتوں کے خلاف کشمکش کرنے اور راستی و نیکی کے خدائی نظام کو برپا کرنے کی جدوجہد کا درس بھی دیتا ہے گویا قرآن نے حقیقی اور دائمی فلاح کے بارے میں اپنا حتمی فیصلہ سنا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس نے اخروی کامرانی حاصل کرلی گویا اس نے حقیقی اور ہمیشہ کی فلاح کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قرآن مجید میں اصل کامیابی کے بارے میں کچھ یوں کہا گیا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۔ (۳۱)

> ”ان سے کہو، دنیا کا سرمایہ زندگی تھوڑا ہے، اور آخرت ایک خداترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے، اور تم پر ظلم ایک ذرہ برابر بھی نہ کیا جائے گا۔“

ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتا ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ۔ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۔ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۔ (۳۲) ”کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے۔ ہنستے اور خوش و خرم ہوں گے۔ اور بہت سے چہرے اس روز گرد آلود ہوں گے۔“ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ”فلسفہ آخرت“ میں لکھتے ہیں: ”آخرت کی ابدی حسین اور سرور انگیز و کیف پرور زندگی کے مقابلے میں دنیا کی فانی زندگی اور عارضی فائدے کی چیزوں کی حیثیت بھی عارضی ہے لیکن جنت ان کے لیے ہے جن کو اس کی سچی آرزو، اور ان کی عبادت، زندگی اور موت اپنے الٰہ و رب کے لیے ہوتی ہے۔“ (۳۳) یعنی اللہ کی نظر میں کامیاب انسان وہ ہے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اس دنیا میں اس مقررہ کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں پھر جنت حاصل کرتا ہے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت کا مقابلہ ایک مثال سے بیان فرمایا ہے: **عن المُسْتَوْرِدِ بن شَدَّاد -رضي الله عنه- قال: قال رسول اللهﷺ: ما الدنيا في الآخرة إلا مِثْل ما يجعل أحدكم أُصْبُعَهُ في اليَمِّ، فلينظر بِمَ يَرْجع۔** (۳۴) ” مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر (نکال کر) دیکھے کہ وہ سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی ہے۔“ ایک مؤمن اپنی اس فانی زندگی کو بالکل ایسے گزارتا ہے جیسے ایک مسافر، سفر میں ہوتا ہے۔ جیسے مسافر کی ساری محنت و جستجو اپنی منزل کو حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے بالکل اسی طرح مؤمن آخرت کی ابدی اور دائمی زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے دینِ اسلام کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ مؤمن کا مطمع نظر اخروی زندگی میں اللہ کی رضا، اس کی خوشنودی اور اجر و انعام و اکرام کا حصول ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے موت زندگی کا خاتمہ نہیں بلکہ ایک دائمی خوبصورت دائمی زندگی کا آغاز ہے۔

---

۳۱ النساء، ۰۴:۷۷۔

۳۲ عبس: ۸۰:۳۸۔

۳۳ ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، **فلسفہ آخرت** (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۸ء)، ۱۳۵۔

۳۴ مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، مترجم: علامہ وحید الزمان (لاہور: خالد احسان پبلشرز، ۲۰۰۴)، رقم: ۲۸۵۸۔

بقول اقبال: موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی(35)

قرآنی تصور حیات نہ صرف اس دنیا میں زندگی گزارنے کے جامع اور واضح اصول بتاتا ہے بلکہ اخروی زندگی میں بھی فلاح و کامیابی حاصل کرنے کا فارمولا سمجھاتا ہے۔ کتاب ہدایت قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ تمھارا خالق و مالک اور حاکم و ہادی ہونے کی حیثیت سے اسلام کو تمھارا دین مقرر کر دیا ہے اور اس کے خلاف جو بھی نظام زندگی اختیار کیا جائے گا وہ خدا کی بارگاہ اور عدالت آخرت میں جائز (legitimate) تسلیم نہیں کیا جائے گا پس قرآن کا مطالبہ خدا پرستوں سے یہ ہے کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر دین حق کے لیے یکسو ہو جائیں خود بھی اس کے مطابق عمل کریں اور معاشرے میں بھی اسے نافذ العمل بنائیں۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان، انسان کی زندگی پر بہت سے اثرات مرتب کرتا ہے۔ انسان میں جواب دہی کا احساس اس میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا کرتا ہے۔ یہی احساس اسے اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔ اور اس کے ایمان کو مزید تقویت بخشتا ہے۔ اور یہی ایمانی قوت و طاقت، دنیا کی رنگینیوں، آرائشوں اور آسائشوں کو اس پر غالب نہیں آنے دیتی۔ یہی حقیقت میں اللہ کے مقرب اور پسندیدہ بندے ہیں۔ دنیا میں بھی ایسے لوگوں کو اللہ کی حمیت اور خوشنودی حاصل رہتی ہے اور روزِ آخرت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حقدار یہی لوگ ٹھہرائے جائیں گے۔ انہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے:

يَٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۔ ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۔ فَادْخُلِي فِي عِبٰدِيْ ۔ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۔(۳۶)

”اے نفس مطمئنہ، تم اپنے رب کی طرف اس طرح چلو کہ تم اس سے راضی اور وہ تم سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں شامل ہو جاؤ، اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

۸. حاصلِ بحث

اگرچہ اہل زرتشت کے تصوّر آخرت اور اسلام کے تصور آخرت میں سطحی طور پر کسی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے لیکن اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت کے عقیدۂ آخرت میں کئی طرح کے ابہام پائے جاتے ہیں۔ **اول:** تو اس مذہب کی کتب ایک بار بالکل نابود ہو جانے کے بعد از سر نو محض زبانی یادداشت کی بنیاد پر لکھی گئیں۔ لہٰذا وہ تحریف و ترمیم سے پاک نہیں اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس حصے میں کتنی تحریف ہوئی اور کونسا حصہ تغیر و تبدل سے پاک ہے۔ اور بعد میں لکھی گئی دینی کتب میں رزتشت کے اصل عقیدۂ آخرت کو تناسخ اور رجعت سے بدل دیا گیا ہے۔ رجعت کے عقیدے کی رو سے لوگ ایک بار پھر دنیا میں آئیں گے۔ **دوم:** مرنے کے بعد آدمی کی روح تین دن تک گاتھا پڑھتی رہتی ہے اور نیک و بد روحوں کے اعمال کی جانچ پڑتال کا جو طریقہ کار زرتشت کے ہاں پایا جاتا ہے وہ مافوق الفطرت ہے اور عقلِ سلیم اس کو تسلیم کرنے سے عاری ہے۔ **سوم:** زرتشتی یا پارسی جنت کے کئی درجے بتاتے ہیں جن کے نزدیک ادنیٰ جنت چاند ستاروں میں واقع ہے۔ اور اس جنت میں ایسے لوگوں کو داخل کیا جائے گا جن کا نہ تو مذہب سے کوئی واسطہ ہو گا نہ انہوں نے کبھی خدا کی عبادت کی ہو گی اور نہ ہی کبھی گاتھا پڑھی ہو گی۔ چونکہ دیگر معاملات میں ان کے خیالات اور اعمال عمدہ تھے اسی بنیاد پر انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ مذہب زرتشت میں جنت و دوزخ کا نقشہ بالکل ڈرامائی ہے۔ اس کے برعکس اسلام کی تعلیمات ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہیں قرآن کی تعلیمات میں کسی قسم کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ذٰلِكَ

---

۳۵ **محمد اقبال**، علامہ، **بانگِ درا** (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، س۔ن)، ۲۹۱

۳۶ **الفجر**، ۸۹: ۲۷۔

الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ (۳۷)مزید برآں قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تبارک وتعالی نے لیا ہے اس لیے اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ (۳۸)اسلام کی تعلیمات خواہ اس دنیا سے متعلق ہوں یا اخروی زندگی سے متعلق مکمل، واضح، آفاقی اور عالمگیر ہیں۔ کسی بھی مذہب کے عالمگیر ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ دین و دنیا اور روح و مادہ دونوں کا مرکب اور جامع ہو اور دونوں کو حاصل کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہو۔ اور اس معیار پر صرف دینِ اسلام پورا اترتا ہے۔ دنیا کا کوئی اور مذہب اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (۳۹)"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

کتابیات

بلیاوی، عبدالحفیظ، ابوالفضل، مولانا، **المنجد** (بیروت: المکتبۃ الوعی، ۱۸۹۵)۔

لیوس مور، **مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا**، مترجم: یاسر جواد (لاہور: نگارشات پبلیشرز، س۔ن)۔

شاہ، پیر محمد کرم، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۲ھ)۔

المسدوسی، عبداللہ، احمد، **مذاہب عالم کا ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ** (کراچی: مکتبۂ خدامِ ملت، ۱۹۵۷ء)۔

دیدات، شیخ احمد، **کنفیوشس، زرتشت اور اسلام**، مترجم: مصباح اکرم، (لاہور: عبداللہ اکیڈمی، س۔ن)۔

رشید احمد، **تاریخ مذاہب** (مستونگ: قلات پبلشرز، ۱۹۶۴ء)۔

فاروقی، عماد الحسن، **دنیا کے بڑے مذاہب** (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۸۶ء)۔

خلیل الرحمٰن، منشی، **زرتشت نامہ** (لاہور: مطبوعہ رفاہِ عام، سٹیم پریس، ۱۹۰۴ء)۔

ولیم ایل لینگر، **انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم**، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۵۹ء)۔

مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **تفہیم القرآن** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۴۹ء)۔

ناصر، نصیر احمد، ڈاکٹر، **فلسفہ آخرت** (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۸ء)۔

۳۷البقرہ، ۰۲:۰۲۔

۳۸الحجر، ۰۹:۱۵۔

۳۹البقرہ، ۲۰۱:۰۲۔

مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، مترجم: علامہ وحید الزمان (لاہور: خالد احسان پبلشرز، ۲۰۰۴)۔

محمد اقبال، علامہ، **بانگِ درا** (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، س۔ن)۔

Taylor, E.B, ***Primitive culture*** (London: John Murray, 1987).

Lord Raglan, ***The Origins of Religion***, C.A Watts & co. London, 1949.

Muhammad Iqbal, Dr, ***The Reconstruction of Religious thought in Islam***, Sh. Muhammad Ashraf, (Lahore: Kashmiri Bazar, 1962).

Khalifa Abdul Hakim, Dr, ***Islamic Ideology*** (Lahore: Institute of Islamic culture, 1951).